سلسلہ نمبر ۴

خلیفہ مظلوم

سیّدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا **مفتی محمد نعیم** صاحب دامت برکاتہم العالیہ

مہتمم جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی

الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ

سائٹ کراچی، پاکستان فون 021-32575229 -021-32575228

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

صحابہ کی تعریف

صحابہ ان مقدس ہستیوں کو کہا جاتا ہے جنہوں نے حالتِ ایمان میں حضور اکرم اکی صحبت (اگرچہ ایک لمحہ کے لیے ہو) پائی اور ان کی وفات بھی حالتِ ایمان پر ہوئی ہو۔

(مقدمہ ابن الصلاح، نخبۃ الفکر، اسد الغابہ)

صحابہ کرامؓ کا مقام

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس مقدس گروہ کا نام ہے وہ امت کے عام افراد کی طرح نہیں، بلکہ وہ رسول ا اور امت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی وجہ سے ایک خاص مقام اور عام امت سے امتیاز رکھتے ہیں۔ یہ مقام اور امتیاز ان کو قرآن وسنت کی نصوص وتصریحات کا عطا کیا ہوا ہے اور اسی لیے اس پر امت کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ سچے، عادل اور نمونہ ہدایت ہیں۔ اس اجماعی عقیدے کو تاریخ کی راویات کے انبار میں گم نہیں کیا جاسکتا۔ محققین کا قول ہے کہ اگر کوئی روایت ذخیرہ حدیث میں بھی ان کے اس مقام اور شان کے خلاف نظر آتی ہو تو اسے بھی قرآن و سنت کی نصوص واضحہ اور اجماع کے مقابلہ میں متروک تصور کیا جائے گا۔ ویسے بھی صحابہ کرامؓ کے مقام

کو تاریخ کی روشنی میں جانچنا ایسا ہے جیسے ہیرے کا وزن لکڑی کے ٹال والے سے کروایا جائے۔ اس بات میں کوئی دورائے نہیں کہ صحابہؓ تاریخی نہیں قرآنی شخصیات ہیں۔ اہل سنت والجماعت کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ بنی آدم میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد فضیلت میں صحابہ کرامؓ ہی کا درجہ ہے۔

حضرات صحابہ کرامؓ اگرچہ معصوم نہیں ہیں مگر ان سے جو بھی کام ان کے اپنے شایان شان نہیں تھے اور ان سے صادر ہوگئے تھے، وہ اللہ تعالیٰ نے معاف فرما کر انہیں اپنی رضا کا پروانہ عطا فرما دیا ہے۔ قرآن و سنت میں موجود صحابہ کرامؓ کے فضائل کا تقاضا یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے۔ بلکہ حضرات صحابہ کرامؓ کا ذکر صرف خیر ہی کے ساتھ کیا جائے۔ اس لئے کہ ان پر تنقید نبی علیہ السلام کے تزکیۂ نفوس پر اعتراض ہے۔ صحابہ کرامؓ پر تنقید کرنے والے مصنفین کے بارے میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"دور حاضر کے بہت سے محقق تو اہلسنت والجماعت کے مسلک سے خارج ہونے کو کوئی بری بات ہی نہیں سمجھتے اور بعض لوگ اہلسنت والجماعت سے اپنی نسبت کاٹنے کو پسند نہیں کرتے لیکن پھر بھی حضرات صحابہ کرام اجمعینؓ کے خلاف کتابیں لکھتے ہیں۔ ان دونوں قسم کے محققین میں کوئی حضرت عثمانؓ پر کیچڑ اچھال رہا ہے۔ اور کوئی حضرت معاویہؓ کو ہدف ملامت بنا رہا ہے" مزید لکھتے ہیں:

"آج کل کے جو مصنفین اپنی تحقیق کے جوہر اس میں دکھاتے ہیں کہ حضرات صحابہؓ کو مطعون کریں اور ان کی لغزشوں کو جمع کریں۔ یہ لوگ اگرچہ یوں نہیں کہتے کہ ہم دشمنان اسلام ہیں لیکن دشمنوں کے ہاتھ میں تاریخ کی کتابوں (جن پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا) سے مواد تلاش کر کے ہتھیار دے رہے ہیں۔ اور دین کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے میں مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔ چونکہ ان لوگوں نے دین اور علم دین اسلامی ذہن رکھنے والے اساتذہ سے حاصل نہیں کیا صرف مطالعہ کا علم رکھتے ہیں اور قرآن و حدیث کی نصوص سے بے خبر ہیں یا قصداً قرآن و حدیث کی تصریحات کو دیکھنے سے گریز کرتے ہیں تاکہ ان کے "محقق اور ناقد" ہونے پر اثر نہ پڑے اس لئے آزادی کے ساتھ جو چاہتے ہیں لکھ دیتے ہیں جب ان کو احساس دلایا جاتا ہے کہ یہ طریقہ درست نہیں ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے تاریخ کی کتابوں میں دیکھ کر لکھا ہے۔ حالانکہ تاریخ کی کتابیں ہر قسم کی رطب و یابس سچی/ جھوٹی باتوں اور روافض و خوارج کی روایتوں سے بھرپور ہیں۔ ان پر اعتماد کرنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

(فضائل صحابہ صفحہ ٦ تا ١٠، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

صحابہؓ کو گالی دینا گناہِ کبیرہ ہے

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ :

(١) رسول اکرم ؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔

ولی لغت میں ''محبت کرنے والا دوست، مدرگار، پڑوسی، حلیف، تابع، ہر وہ شخص جو کسی کام کے منتظم ہو، موسم بہار کی بارش کے بعد دوسری بارش'' کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے (مصبح للغات ص 967) یہاں ولی سے دوست مراد ہے۔

(۲) فرمایا رسول اللہ انے کہ میرے صحابہؓ کو بُرامت کہو۔ کیونکہ قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی شخص اگر احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کردے تو ثواب کے اعتبار سے ان میں سے کسی کے ایک مُد (68 تولے تقریباً کا ایک مد ہوتا تھا) اور اس کے آدھے کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

(بخاری و مسلم)

(۳) رسول اکرام انے فرمایا:

میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، ان کو میرے بعد (برا کہنے اور طعن و تشنیع کا) نشانہ مت بنالینا جس نے ان سے محبت کی تو میری وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے بغض رکھا اور جس نے ان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی (یعنی تکلیف دینے والا کام کیا) اور جس نے اللہ کو تکلیف دی عنقریب اللہ تعالیٰ اس کی گرفت فرمائے گا۔

(ترمذی)

امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب الکبائر میں اس نوع کی متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ”لہٰذا جو شخص صحابہؓ پر طعن کرے یا ان کو بُرا کہے وہ دین سے نکل گیا۔ اور مسلمانوں کی ملت سے خارج ہو گیا۔ کیونکہ ان حضرات پر طعن کرنا صرف اسی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ ان کے بارے میں برائیوں کا اعتقاد رکھا جائے اور ان کی طرف سے دلوں میں کینہ پوشیدہ ہو اور اللہ جل شانہ نے اپنی کتاب میں جو ان کی تعریف فرمائی ہے اور رسول اللہ ا نے جو ان کی تعریف کرتے ہوئے ان کے فضائل و مناقب بیان کیے ہیں ان سب کا انکار کیا جائے“۔

(کتاب الکبائر للذہبیؒ، بحوالہ فضائل صحابہ صفحہ ۱۶تا۲۰)

ایسی مقدس جماعت بنی ا کے علاوہ کسی کو بھی عطا نہیں ہوئی ہر ہر صحابی نبی ا کا معجزہ ہے اس پاکیزہ جماعت کے ایک مہتم بالشان فرد تیسرے خلیفۂ راشد سیدنا عثمان غنی ذی النورینؓ بھی ہیں انہیں ۱۸ ذی الحجہ کو شہید کر دیا گیا۔ ان کی زندگی کا ایک مختصر جائزہ اس عجالۂ نافعہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت: حضرت عثمانؓ کی پیدائش عرب کے مشہور شہر مکہ معظّمہ میں ہوئی۔ آپ رسول ا کی ولادت (عام الفیل) کے چھ سال کے بعد 76ء میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب: عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن امیہؓ بن عبد شمس اموی قریشی۔

(ابن عساکر بحوالہ حضرت عثمان ذی النورین صفحہ ۲۵)

القاب:

(۱) آپ کا ایک لقب ذی النورین ہے۔ ذی النورین کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے نکاح میں نبی علیہ السلام کی یکے بعد دیگرے دو شہزادیاں آئیں۔ پہلے آپ کے نکاح میں حضرت رقیہؓ تھیں جب انکا انتقال ہو گیا تو آپ انے حضرت ام کلثومؓ کا نکاح آپ کے ساتھ کر دیا۔ حضرت ام کلثومؓ بھی چھ سال بعد وفات پا گئیں۔ حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ انے فرمایا اگر میری چالیس (اور ایک روایت کے مطابق سو) بیٹیاں بھی ہوتیں اور وہ یکے بعد دیگرے انتقال کرتی رہتیں تو بھی میں اپنی بیٹیوں کو یکے بعد دیگر عثمان کے نکاح میں دیتا رہتا۔

آپ رضی اللہ عنہ اس شرف کی وجہ سے ذی النورین کہلاتے ہیں۔ اسکی ایک وجہ یہ بھی کہی جاتی ہے کہ آپ نے دو دفعہ ہجرت کی ایک حبشہ کی طرف دوسری مدینہ کی طرف اس لیے آپ ذی النورینؓ کہلائے۔ اصل وجہ یہی ہے کہ آپؓ کی شادی رسول اکی دو بیٹیوں سے یکے بعد دیگرے ہوئی اور اولاد آدم میں کسی شخص کو بھی یہ اعزاز میسر نہیں کہ دو بیٹیاں کسی نبی کی اس کے عقد میں آئی ہوں۔

(۲) ایک لقب آپ کا غنی بھی ہے وجہ یہ ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ عرب میں سب سے زیادہ دولت مند تھے اسکے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے فیاض طبع بھی بنایا تھا چنانچہ آپ نے اپنی فیاضی اور اپنے مال و دولت سے اس وقت

اسلام کو فائدہ پہنچایا جب اس امت میں کوئی دوسرا انکا ہمسر موجود نہ تھا۔
(حضرت عثمان ذی النورین)

حلیہ مبارک

آپ کا قد درمیانہ تھا۔ چہرے پر چیچک کے ہلکے داغ تھے۔ رنگ گندمی ہونے کے باوجود آپؓ حسن و جمال کا پیکر تھے۔ داڑھی گھنی اور لمبی تھی۔ اسکو زرد خضاب سے رنگین رکھتے تھے، جوڑ بڑے بڑے اور مضبوط تھے، ہڈی چوڑی تھی۔ سر پر بال گھنے اور گھونگر یالے تھے۔ دونوں شانوں میں زیادہ فاصلہ تھا۔ جلد مبارک نرم تھی، دانت بہت خوبصورت تھے۔

(ابن عساکر)

فضائل قرآن مجید کی روشنی میں

(۱) اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے۔

لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَکَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّکِیۡنَۃَ عَلَیۡہِمۡ وَ اَثَابَہُمۡ فَتۡحًا قَرِیۡبًا

(پارہ ۲۶ سورۃ فتح آیت ۱۸)

ترجمہ: "بالتحقیق اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے راضی ہوا جبکہ وہ آپ اسے درخت کے نیچے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے تک جہاد کرنے کی) بیعت کررہے تھے سو اُن کے دلوں میں جو کچھ تھا اللہ کو معلوم تھا اور اللہ تعالیٰ

نے ان پر اطمینان نازل فرمادیا اور ان کو لگے ہاتھ ایک فتح دے دی"۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت صلح حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی۔

جب یہ افواہ اڑی کہ قاصد رسول احضرت عثمانؓ کو کفار مکہ نے شہید کر دیا ہے۔

اس پر حضور انے 1400 صحابہ کرامؓ سے بیعت لی۔ کہ جب تک حضرت عثمانؓ کا بدلہ نہیں لیں گے واپس نہیں جائیں گے اور آپ انے اپنے ایک ہاتھ کو عثمان کا ہاتھ قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیعت پر تمام صحابہؓ کو رضا کا پروانہ عطا فرمایا۔

اِنَّ الذین یُبایعُونَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُونَ اللہَ یَدُاللہِ فَوقَ اَیْدِیْهِمْ

(سورۃ فتح آیت ۱۰)

ترجمہ: "بلاشبہ جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے ہی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے"۔

اس کے علاوہ خلفائے راشدین، سابقون الاوّلون، کاتبین وحی، مہاجرین صحابہؓ، مجاہدین صحابہؓ، اہل بدر صحابہؓ اور عام صحابہؓ کے حوالے سے جتنی آیات ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان سب کا بھی مصداق ہیں کیونکہ آپؓ بھی خلیفہ راشد ثالث اور سابقون الاولون صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ دوبار دین کی خاطر ہجرت فرمائی اور ہر جہاد میں بھی پیش پیش رہے۔

(تفصیلات کے لیے اس موضوع پر بڑی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے)

فضائل احادیث طیبہ کی روشنی میں

(۱) رسول اللہ ا نے فرمایا ”عثمانؓ میری امت میں سب سے زیادہ حیادار اور سخی ہے“۔ (ابو نعیم) اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث میں حضور اکرم ا نے حضرت عثمانؓ کی حیااور سخاوت کی تعریف فرمائی ہے۔

(۲) رسول اللہ ا نے فرمایا عثمان بن عفان دنیا و آخرت میں میرے دوست ہیں۔

(ابو یعلی)

(۳) ایک مرتبہ رسول اللہ ا مہاجرین صحابہ کرامؓ کے درمیان میں تشریف رکھتے تھے آپ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے برابر اور دوست و ساتھی کی طرف اٹھ کر چلے پھر نبی کریم ا حضرت عثمانؓ کی طرف تشریف لے گئے، ان سے بغل گیر ہوئے اور فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے دوست ہو۔

(ابن ماجہ)

(۴) حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ا نے فرمایا ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرا رفیق جنت میں عثمانؓ ہے۔ (ترمذی شریف)

(۵) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ا کو دیکھا کہ اول شب سے طلوع فجر تک حضرت عثمانؓ کے لئے ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعا کرتے رہے اور فرماتے تھے۔

اے اللہ ! میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی عثمانؓ سے راضی رہ۔

(البدیہ والنہایہ جلد 7 صفحہ 212)

اس کے علاوہ بھی آپؓ کی شان میں احادیث وارد ہوئی ہیں

فضائل صحابہ کرام کی نظر میں:

(۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: امت میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے سیدنا حضرت عثمانؓ ہیں۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سیدنا عثمانؓ کو ملاءِ اعلیٰ (یعنی فرشتوں کے مجمع) میں ذوالنورین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(۳) حضرت علیؓ نے فرمایا اس امت میں ابو بکرؓ کے بعد عمر فاروقؓ سب سے افضل ہیں، پھر عثمان ذوالنورینؓ پھر میں۔

(۴) حضرت علیؓ نے فرمایا حضرت عثمانؓ ہم سب سے افضل تھے۔ آپؓ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر سن کر بڑے افسوس سے فرمایا: اے لوگو! اب تم پر ہمیشہ تباہی رہے گی۔

(۵) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا! حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے بعد تمام صحابہ کرامؓ سے اولیٰ اور افضل سیدنا حضرت عثمانؓ ہیں۔

(حضرت عثمان ذی النورین صفحہ 277-278)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خوب مال عطا فرمایا تھا اور وہ اس مال میں سے بہت زیادہ سخاوت فرماتے تھے، اس لئے اللہ کے رسول ا نے آپ کو غنی کا لقب عطا فرمایا۔ انکی سخاوت کے بے شمار واقعات ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

(۱) جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے تو وہاں کا پانی انھیں موافق نہیں آیا اور لوگوں کو پیٹ کی تکلیف رہنے لگی۔ شہر کے باہر میٹھے پانی کا صرف ایک کنواں تھا جس کو بیر رومہ کہتے تھے اسکا مالک ایک یہودی تھا۔ رسول اللہ ا چاہتے تھے کہ کنواں خرید لیا جائے تاکہ سب مسلمان اسکا پانی استعمال کریں لیکن سوال یہ تھا اسکی قیمت کہاں سے آئے؟ رسول اللہ ا نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو خریدے گا اس کے لئے جنت ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے ہمت کی اور کنواں خریدنے کے لئے یہودی سے بات چیت کرنے گئے۔ یہودی نے کہا میں کنواں الگ نہیں کر سکتا کیوں کہ میری کھیتی باڑی اور کھانے پینے کا سب دارو مدار اس پر ہے۔ تمہاری خاطر اسکا آدھا پانی قیمت سے دے سکتا ہوں۔ حضرت عثمان غنیؓ نے بارہ (12) ہزار درہم میں آدھا پانی خرید کر وقف عام کر دیا۔ ایک دن یہودی پانی لیتا اور ایک دن مسلمان لیتے۔ مسلمانوں کی باری آتی تو وہ دو دن کا پانی نکال لے جاتے۔ اگلے روز یہودی کے پاس کوئی نہ جاتا اور وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ

کر بیٹھا رہتا اس سے یہودی مجبور ہو گیا اور ان نے آٹھ (8) ہزار درہم مزید لیکر سارا کنواں حضرت عثمانؓ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

(۲) مسجد نبوی کی توسیع کے لئے نبی اکرم ا نے ایک موقع پر فرمایا: وہ کون ہے جو فلاں مویشی خانہ کو خرید لے اور ہماری مسجد کے لئے وقف کر دے تاکہ اللہ اسکو بخش دے، تو حضرت عثمانؓ نے بیس (20) یا پچیس (25) ہزار درہم میں یہ زمین کا ٹکڑا خرید کر مسجد نبوی کے لئے وقف کر دیا۔

(۳) شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃاللہ علیہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں سالم بن عبداللہ بن عمر کی ایک روایت نقل کی ہے کہ تبوک کے سفر میں جتنی بھوک پیاس اور سواری کی تکلیف درپیش آئی اتنی کسی دوسرے غزوے میں نہیں آئی۔ دران سفر ایک مرتبہ کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا۔ حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو آپؓ نے مناسب سامان اونٹوں پر حضور ا کی خدمت میں روانہ کیا۔ اونٹوں کی تعداد اتنی کثیر تھی کہ انکی وجہ سے دور سے تاریکی نظر آرہی تھی، جس کو دیکھ کر رسول اللہ ا نے فرمایا: لوگو! تمہارے واسطے بہتری آگئی ہے، اونٹ بٹھائے گئے اور جو کچھ ان پر لدا تھا اتارا گیا۔ رسول اللہ ا نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا ”میں عثمانؓ سے را ضی ہوں اے اللہ! تو بھی عثمانؓ سے راضی ہو جا“ یہ فقرہ حضور نے تین مرتبہ فرمایا پھر صحابہ کرامؓ سے کہا تم بھی عثمانؓ کے حق میں دعا کرو۔

(ازالۃالخفا)

(۴) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں دو بار مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مزید توسیع کی، اپنی خلافت کے دوسرے سال 26ھ میں اور پھر 29ھ میں دوسری مرتبہ تراشیدہ پتھروں سے اسکی تعمیر کی، ستون پتھر کے بنوالئے اور چھت میں ساگوان لگوایا۔ اسی طرح آپؓ نے مسجد الحرام کی بھی توسیع و مرمت کروائی۔

(۵) حضرت عثمانؓ ہر جمعہ کو ایک اونٹ ذبح کرا کر اسکا گوشت راہ خدا میں غربا کو تقسیم کرتے تھے۔

(۶) آپ حج کے موقع پر ۸ ذیقعد کو منیٰ میں اپنی طرف سے تمام حجاج کے کھانے کی دعوت فرماتے تھے۔

(۷) آپ رمضان شریف میں اپنی طرف سے متعدد مقامات مثلاً حرم کعبہ، مدینہ منورہ، کوفہ، بغداد وغیرہ میں کھانے کا انتظام فرماتے تھے۔

(بحوالہ حضرت عثمان ذی النورین صفحہ 24)

یہ تو چند ایک واقعات تھے۔ تفصیلات کے لئے بڑی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

خلافت

لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے آپ سے درخواست کی کہ اپنے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کردیں۔ پہلے تو آپ تیار نہ ہوئے

مگر لوگوں کے زور دینے پر آپ نے چھ آدمیوں کی ایک کمیٹی بنادی۔ وہ یہ تھے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ (حضرت نبی انے ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے)۔ فرمایا کہ ان میں کسی ایک شخص کو منتخب کر کے امیر بنالو۔

مقدادؓ بن اسود کو حکم دیا کہ جب مجھے دفن کر کے فارغ ہو جائیں تو ان چھ آدمیوں کو ایک مکان میں جمع کرنا تاکہ یہ اپنے آپ میں سے کسی کو امیر منتخب کرلیں۔ عبداللہ بن عمرؓ کو رائے دینے کیلئے بلا لینا لیکن امارت سے ان کو کوئی سروکار نہ ہوگا۔ فیصلہ کثرت رائے سے ہو۔ چنانچہ ان حضرات نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو یہ اختیار دیا کہ وہ جسے چاہیں خلیفہ مقرر کردیں، انہوں نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس طرح حضرت عثمانؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کی ابتدا یکم محرم 24ھ مطابق 7 نومبر 644ء سے ہوئی۔

جس آزادنہ طریقہ سے بلا جبر و اکراہ حضرت عثمانؓ کا انتخاب خلافت ہوا اس کی مثال دنیائے اسلام میں نہ اس سے قبل اور نہ بعد میں ملتی ہے۔ آپ کو عوام نے کھلے طور پر بھی منتخب کیا۔ اور نامزد کمیٹی کے فیصلہ کی تائید کی۔ بیعت خلافت سے کسی شخص نے بھی انکار نہیں کیا بلکہ بیعت کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: ”ہم نے اپنے میں سے افضل ترین شخص کی بیعت کی اور

ہم نے (افضل کے انتخاب میں) کوتاہی نہیں کی"۔

دورِ عثمانیؓ کے نمایاں کارنامے:

(۱) اسلام میں اول وقف عام مسلمانوں کے لئے بیر رومہ خرید کر کیا۔

(۲) بیت المال سے موٴذنین کے لئے وظائف کا تقرر فرمایا۔

(۳) پولیس کا محکمہ قائم فرمایا

(۴) تمام مسلمانوں کو ایک قرأت پر متفق کیا، اسی وجہ سے آپؓ "جامع القران" بھی کہلاتے ہیں۔

(۵) جگہ جگہ ضرورت کے تحت سڑکیں اور پل تعمیر کرائے۔

(۶) مفتوحہ علاقوں اور ملکوں میں مساجد اور دینی مدارس قائم کئے۔

(۷) ملک شام میں سمندری جہازوں کے بنانے کا کارخانہ قائم کیا۔ جہاں لبنان کے جنگلات سے لکڑی لائی جاتی تھی۔

(۸) مدینہ کو سیلاب سے بچانے کیلئے ایک بند تعمیر کرایا۔

(۹) جگہ جگہ پانی کی نہریں نکلوائیں۔ مدینہ اور دوسرے شہروں میں نئے کنویں کھدوائے۔ غرض تعمیرات عامہ کے پیش نظر دوسرے شہروں میں بھی سرکاری عمارتیں، سڑکیں وغیرہ تعمیر کرائیں۔ آپؓ نے رفاہ عامہ کے بہت کام کرائے۔

(۱۰) عرب میں اسلام سے پہلے سونے اور چاندی کے ایرانی اور رومی سکے رائج

تھے۔ آنحضرت ا اور خلیفہ اول حضرت سید نا صدیق اکبرؓ کے وقت میں یہی سکے چلتے تھے۔ جب ایران فتح ہو گیا تو 18ھ میں حضرت عمرؓ کے حکم سے ایرانی سکوں کے نمونوں پر مختلف وزن کے درہم ڈھالے گئے اور نقش میں تبدیلی کر دی گئی کسی پر لاالہ الا اللہ اور کسی پر محمد رسول اللہ اور کسی پر صرف عمرؓ تھا۔ حضرت عثمانؓ کے عہد میں جو درہم و دینار ڈھالے گئے انکا نقش ”اللہ اکبر“ تھا۔

شہادت کے اسباب

کوفہ کی ایک جماعت جس میں اشتر نخعی، ابن ذی الحبکہ، جندب، صعصعہ ابن الکوار، کمیل اور عمیر بن ضابی وغیرہ خاص طور پر شامل تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ملک کی امارت اور سیاست پر صرف قریش کا حق نہیں۔ دوسرے مسلمانوں نے بھی ملک فتح کیے ہیں۔ اس لئے وہ بھی اس کے مستحق ہیں۔ اسی طرح بصرہ میں بھی ایک سازشی جماعت تھی۔ مفسدین کا سب سے بڑا مرکز مصر تھا جہاں ایک یہودی النسل نو مسلم عبد اللہ بن سبا نے الگ فرقہ بنایا ہوا تھا۔ یہ سب گروہ حضرت عثمانؓ کو معزول کرنے اور بنوامیہ کے خاتمے پر متفق تھے۔ عبداللہ بن سبا نے ان سب جماعتوں کو حضرت عثمانؓ کی مخالفت پر متحد کر دیا۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے حضرت عثمانؓ نے یہ اقدام کیا کہ انہوں نے تمام گورنروں کو مدینہ منورہ میں طلب کیا اور مجلس شوریٰ بلائی گئی جس میں حضرت عثمانؓ نے مختصر تقریر کے بعد سب کی رائے طلب کی۔ ملک کے مختلف حصوں میں حالات

کی تحقیق کے لئے وفود روانہ کیئے۔ تمام ملک میں ہنگامی اعلان جاری کیا کہ جس کسی کو گورنر سے شکایت ہو وہ حج کے موقع پر خلیفہ سے بیان کرے۔ حج سے چند دن پہلے بصرہ، کوفہ اور مصر کے فتنہ پر دازوں نے آپس میں طے کر کے اپنے اپنے شہر سے حاجیوں کے روپ میں مدینہ منورہ کا رخ کیا۔ شہر سے باہر قیام کر کے اپنے چند سرکردہ افراد کو باری باری حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت علیؓ کے پاس بھیجا۔

(تاریخ طبری۔ البدایہ والنہایہ)

حضرت عثمانؓ نے مفسدین کے اجتماع کی خبر سنی/ تو حضرت علیؓ سے فرمایا کہ آپ ان لوگوں کو راضی کر کے واپس بھیج دیں۔ میں ان کے جائز مطالبات تسلیم کرلوں گا۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے سمجھانے پر وہ واپس چلے گئے لیکن پھر بعد میں مسلّح ہو کر مدینہ میں داخل ہوگئے ان کی تعداد 500 کے قریب تھی۔ اکثر صحابہؓ اور ازواج مطہرات حج پر گئے ہوئے تھے۔ جو صحابہؓ موجود تھے انہیں بھی خلیفۂ وقت کی طرف سے مقابلے کی اجازت نہیں تھی، بلکہ سخت ممانعت تھی۔

باغی انتقام انتقام کے نعرے لگارہے تھے۔ انہوں نے حضرت عثمان غنیؓ سے خلافت سے دست بر داری کا بھی مطالبہ کر دیا۔

آپؓ نے مفسدین سے فرمایا "جب تک مجھ میں جان باقی ہے میں اس خلعت (خلافت) کو جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے خود اپنے ہاتھوں سے نہیں

اتاروں گا اور حضور اکی وصیت کے مطابق میں اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک صبر کرونگا"۔ حضرت عثمانؓ نے خلافت سے کنارہ کشی کا مطالبہ مسترد کردیا تاکہ دستور اسلامی کی حفاظت ہوسکے، تو مفسدین نے ان کے گھر کا محاصرہ کرلیا جو چالیس روز سے زائد تک جاری رہا، اس عرصہ میں حضرت عثمانؓ اور ان کے اہل خانہ کا کھانا پینا بند کردیا اور ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ ، حضرت علیؓ وغیرہ کو بھی یہ چیزیں نہ لے جانے دیں۔

باغیوں نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ، حضرت ابوہریرۃؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت زید بن حارثہؓ کے علاوہ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت علیؓ جیسے اکابر صحابہ کی بھی ایک نہ سنی اور ساتھیوں نے جو اس وقت قصر خلافت میں ایک بڑی تعداد میں موجود تھے جب مفسدین سے جنگ کرنے کا کہا تو فرمایا "میں باہر نکل کر ان سے جنگ کروں تو میں وہ پہلا خلیفہ نہیں بننا چاہتا جو امت محمدی کی خونریزی کرے"۔ پھر فرمایا "اگر ایک شخص کا بھی ارادہ ہو تو میں اس کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ میرے لئے اپنا خون نہ بہائے"۔ گورنر شام حضرت معاویہؓ کی شام چلے آنے کی درخواست بھی مسترد کردی کہ میں دیارِ رسول کو نہیں چھوڑنا چاہتا۔ جمعرات کو آپؓ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ا اور حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ تشریف فرما ہیں اور ان سے فرمارہے ہیں: عثمان ! جلدی کرو ہم تمہارے منتظر ہیں۔

(البدایہ والنہایہ)

شہادت

باغیوں کو خطرہ تھا کہ حج کے ایام ختم ہونے والے ہیں، حجاج کی واپسی کے بعد ان کے لیے اپنے مقصد کی تکمیل ممکن نہ رہے گی، چنانچہ بالآخر انہوں نے آپؓ کے گھر پر حملہ کر دیا۔

حضرت زیاد، حضرت مغیرہ اور حضرت نیاز اسلمیؓ شہید ہوگئے، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، محمد بن حاطبؓ مروانؓ اور حضرت سیدنا حسنؓ جو دروازے پر متعین تھے، مدافعت میں شدید زخمی ہوئے۔ چار باغی دیوار سے اندر کود گئے۔ اور آپؓ پر پے درپے وار شروع کردیے۔ آپ کی بیوی نائلہ نے آگے ہاتھ کیا جس سے ان کی بھی تین انگلیاں کٹ گئیں، بالآخر بروز جمعہ بوقتِ عصر روزے کی حالت میں تلاوت قرآن کے دوران ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو انتہائی مظلومانہ طریقے سے خلیفہ ثالث جامع القرآن کامل الحیاء والعرفان حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریباً 84 سال کی عمر میں شہادت ہوگئی۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

شہادت کے وقت قرآن مجید کھلا ہوا تھا اور آپؓ سورۃ بقرہ کی تلاوت فرما رہے تھے، آپؓ کے جسم اطہر سے فواروں کی طرح نکلنے والے خون کے پہلے قطرے کو قرآن مجید نے اپنے اندر جذب کیا اور اس آیت پر آپ کا لہو مبارک گرا "فسیکفیکھم اللہ" (اور اللہ تعالیٰ تم لوگوں کے لیے کافی ہوجائے گا)۔ اور

شہادت سے پہلے آپؓ کی زبان سے یہ آخری کلمہ نکلا:

"بسم اللہ توکلت علی اللہ"

حضرت زبیرؓ یا حضرت جبیرؓ بن مطعم نے نماز پڑھائی اور جنت البقیع کے باغ میں دفن کر دیئے گئے۔

رضی اللہ عنہ وارضاہ

قارئین کرام کی توجہ کیلئے

موجودہ معاشرے اور نوجوان نسل کے اذہان کے تناظر میں دینی رہنمائی کیلئے وقت کی تنگی اور مطالعہ کی کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مختصر رسالے شائع کئے جاتے ہیں۔ ان رسالوں کی اشاعت کا مقصد گھر گھر اور ذرّہ ذرّہ دینی معلومات کو پہنچانا اور خالصتاً اللہ امت کی اصلاح ملحوظ ہے۔

اس نیک مقصد میں آپ بھی معاون بن کر حسب توفیق اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ ماہانہ ایک ہزار (=/1000) روپے سے باقاعدہ ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کے دیئے ہوئے ایڈریس سے مقررہ تاریخ اور مقررہ وقت پر ہمارا نمائندہ رسید کے ساتھ وصول کرتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنی استعداد کے مطابق ایک ہزار سے کم اور زیادہ رقم سے بھی ممبر شپ حاصل کر سکتے ہیں، نیز کئی ماہ کی رقم یکمشت بھی ادا فرما سکتے ہیں۔

اس کے عوض شائع ہونے والا ہر رسالہ (جو مختلف موضوعات پر ہوتا ہے بذریعہ ڈاک آپ کو ارسال کیا جاتا رہے گا۔

قارئین کرام اپنے کرم فرماؤں کے ایصال ثواب کیلئے اپنی خواہش کے مطابق عامۃ الناس کی دینی رہنمائی کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

آپ جامعہ بنوریہ عالمیہ کے دیے ہوئے آن لائن اکاؤنٹ میں بھی رقم جمع کروا کر بنک سلپ دے کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

الملتمس : مفتی محمد نعیم رئیس و شیخ الحدیث الجامعۃ البنوریۃ العالمیۃ سائٹ کراچی

اپیل!

بحمد اللہ تعالیٰ! محدود صفحات اور مختلف موضوعات پر مشتمل اصلاح امت کے عنوان سے پابندی سے آنے والے رسالے عوام الناس میں پذیرائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کے لیے قارئین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنی بساط کے مطابق اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لیکر ثواب دارین حاصل کریں۔

رقم جمع کرانے کیلئے اکاؤنٹ

Jamia Binoria Trust
UBL,S.I.T.E.,Karachi,Pakistan

رابطہ کیلئے: مولانا محمد جنید صاحب

02132575228+02132575229

موبائل: 0322-2394550

اشتہارات، پریس ریلیز، کلین پینافلیکس، کمپوزنگ، سمیت کتابچہ رسالے کے ڈیزائن، ٹائٹل بنوانے اور اعلیٰ پرنٹنگ کے لیے رابطہ کریں: ملک صادق شہزاد 0300-3970930